سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۸۷

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ، گلشنِ اقبال ، کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸۷

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بفیضِ صحبت ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۹۲ء جمعرات

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام : دارالعلوم محمد پور (ڈھاکہ)

تاریخ اشاعت : ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ ﷻ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾[۱]

وَقَالَ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ

وَاِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾[۲]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلْمَرْأُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَّنْ يُّخَالِلُ[۳]

مولانا شاہ محمد احمد صاحب ہمارے وہ بزرگ ہیں کہ میں جب بالغ ہوا تو ان کی صحبت میں مجھے تین سال الٰہ آباد میں رہنا نصیب ہوا اور الحمد للہ ہمارے اکابر نے ان کی بہت تعریف کی ہے، میرے شیخِ اوّل شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ان سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے ایک مرتبہ علمائے ندوہ سے خطاب فرمایا، اُن کے اِس قول کو میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے مدینہ پاک میں علماء کو سنایا اور میں آپ

۱؎ التوبۃ:۱۱۹

۲؎ العنکبوت:۶۹

۳؎ سنن ابی داؤد:۳۰۸/۲،(۴۸۳۵)،باب من یؤمر ان یجالس،ایج ایم سعید

حضرات کو ڈھاکہ میں سنا رہا ہوں، جو مال میں نے اپنے شیخ سے مدینہ پاک میں حاصل کیا وہ مال بِلا محنت و مشقت آپ کو یہیں مفت میں دے رہا ہوں۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے علمائے ندوہ سے خطاب فرمایا کہ اے علمائے ندوہ! شریعت نے نظر لگ جانے کو تسلیم کیا ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ [۴] اور اس کی جھاڑ پھونک کرنے کی اجازت بھی دی ہے چناں چہ اولادِ جعفر کو نظر لگ جایا کرتی تھی لِحُسْنِ صُوْرَتِهٖ وَلِحُسْنِ سِیْرَتِهٖ کیوں کہ وہ صورتاً اور سیرتاً حسین تھے، ان کی والدہ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اولادِ جعفر کو نظر لگ جاتی ہے اَفَاَسْتَرْقِیْ [۵] کیا مجھے جھاڑ پھونک کی اجازت ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی کہ قرآنِ پاک یا حدیثِ پاک سے جو کلمات ثابت ہوں ان سے جھاڑ پھونک کر سکتی ہو۔

دینی مجلس میں اُونگھنا غفلت کی علامت ہے

(ایک صاحب بیان کے دوران اُونگھنے لگے تو ارشاد فرمایا کہ) جو لوگ بیان سنتے وقت سو جاتے ہیں ان سے میں تین سوال کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے روزہ افطار کرتے وقت کبھی کسی کو سوتے دیکھا ہے؟ یا اُس وقت نظر دہی بڑے پر ہوتی ہے اور کان اللہ اکبر کی آواز پر لگے ہوتے ہیں، اس موقع پر میں نے آج تک کسی کو سوتے نہیں پایا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں سنتے وقت آنکھ بند کرنا اور سونے والے کی صورت بنانا صحیح نہیں ہے۔ نمبر دو جب شادی ہوتی ہے اور اُمید ہوتی ہے کہ بیوی آرہی ہے اس وقت بھی میں نے کسی جوان کو سوتے ہوئے نہیں پایا کہ بیوی آرہی ہو اور وہ کہے کہ بھئی ہم کو سخت نیند آرہی ہے۔ ایک شوہر اپنی بیوی کا انتظار کر رہا تھا کہ خبر آئی کہ ابھی تو پاؤں میں مہندی لگی ہے، جب یہ خشک ہو گی پھر آئے گی تو شاعر کہتا ہے ؎

آئی خبر کہ پاؤں میں مہندی لگی ہے واں
بس خوں ٹپک پڑا نگہِ انتظار سے

---

[۴] صحیح البخاری:۲/۸۵۴(۵۷۵۹)،باب العین حق،المکتبة المظهرية

[۵] جامع الترمذی:۲/۲۶،باب ما جاء فی الرقیة من العین،ایچ ایم سعید

تیسری بات کسی مہتمم صاحب کو یا مدرسے کے کسی سفیر کو یا کسی عالم کو دس لاکھ ٹکہ چندہ مل گیا ہو تو پیسہ لیتے وقت اس کو نیند آتی ہے؟ یا ساری رقم گن کر ہی سانس لیتا ہے یعنی بغیر سانس لیے جلدی جلدی گنتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی محبت اس سے کہیں زیادہ ہونی چاہیے، لٰہذا جب دین کی بات ہو رہی ہو تو آنکھیں کھول کر سنو، صحابہ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر دین کی بات سنی، بھوک وپیاس تو محبت میں اُڑ جانی چاہیے۔ اگر کسی کی بیوی کہیں دور چلی جائے یا بچے کہیں دور پڑھنے چلے جائیں تو نیند خراب ہو جاتی ہے اور وہ ہر وقت ان ہی کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ اس دنیاوی محبت کے بارے میں مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز ربّ ذوالمنن

اے دنیا والو! تمہیں بیوی بچوں پر تو صبر نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ پر کیسے صبر آجاتا ہے؟ ذکر کیے بغیر کیسے نیند آجاتی ہے؟ آپ عشق کا سبق، درسِ محبت مچھلیوں سے سیکھیے، مچھلی جہاں بھی ہوگی وہاں پانی ضرور ہوگا، اگر بغیر پانی کے کہیں مچھلی نظر آئے تو سمجھ لو کہ مردہ ہے یہاں تک کہ اگر شہر میں بھی آپ کہیں مچھلیاں دیکھیں گے جیسے بعض دوکان دار مچھلیاں رکھتے ہیں تو مچھلی رکھنے کے برتن میں پانی ضرور ہوگا، مومن کی شان بھی یہی ہے کہ جہاں بھی رہے اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے اور اللہ کی محبت کا دریائے قرب اپنے ساتھ رکھے ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو ترا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے کے بازار میں گندم خرید رہے تھے، اونٹ پر گندم لد رہا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ رسالت پر تقریر فرما رہے تھے، یہ ہے عاشقوں کی شان ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو ترا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

اہل اللہ کی اچھی نظر لگنے کے ثمرات

تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے علمائے ندوہ! جب بُری نظر لگ جاتی ہے اور اسلام اس کو تسلیم کرتا ہے تو کیا اللہ والوں کی اچھی نظر نہیں لگ سکتی؟ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت ہے:

فَكَيْفَ نَظَرُ الْعَارِفِيْنَ الَّذِيْ يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا وَالْفَاسِقَ وَلِيًّا وَالْجَاهِلَ عَالِمًا وَالْكَلْبَ اِنْسَانًا[۲]

بس مولانا کی یہ بات سن کر علمائے ندوہ مولانا سے بیعت ہوگئے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ الٰہ آباد میں مصنف عبد الرزاق کا عربی حاشیہ اور تخریج لکھنے والے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مولانا شاہ محمد احمد صاحب سے دعا لینے آئے ہوئے ہیں حالاں کہ مولانا بڑے عالم نہیں تھے۔ حضرت مولانا علی میاں ندوی کو بھی دیکھا پوچھا کیسے آئے؟ کہا مولانا سے دعا لینے آیا ہوں۔ یہ ہے آہ وفغاں کا اثر، یہ ہے وہ راز کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ علم کے یہ آفتاب وماہتاب سب کے سب حاجی صاحب کی خدمت میں بیعت ہوئے، سلوک طے کیا اور جب صاحبِ نسبت ہوگئے تو پھر ان کے نورِ نسبت سے سارا ہندوستان چمک گیا۔

میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ جب حکیم الامت کانپور میں صدر مدرس تھے، تقریباً پچیس سال کی عمر تھی، حضرت کو اللہ تعالیٰ نے بنایا بھی حسین و جمیل تھا، حضرت نے تقریر فرماتے فرماتے ایک نعرہ مارا ہائے امداد اللہ اور بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ بعد میں ایک بیرسٹر نے جو فارسی داں بھی تھے حکیم الامت سے کہا کہ اگر آپ بیرسٹر ہوتے تو آپ کے دلائل سے جج اور عدالتیں لرزہ براندام ہوجاتیں، یہ علوم آپ کو کہاں سے حاصل ہوئے؟ یہ سوال اس نے فارسی میں کیا۔

۲؎ مرقاۃ المفاتیح: ۸/۳۶۴، کتاب الطب والرقی، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

تو مکمل از کمالِ کیستی
تو مجمل از جمالِ کیستی

یہ کمال آپ کو کہاں سے نصیب ہوا؟ یہ جمال آپ کو کہاں سے عطا ہوا؟ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فارسی میں ہی جواب دیا ؂

من مکمل از کمالِ حاجیم
من مجمل از جمالِ حاجیم

حاجی امداد اللہ صاحب کی صحبت اور ان کے فیض و برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ کمال عطا فرمایا ہے، ہمارے دلوں میں شیخ کی جو نسبت منتقل ہوئی ہے اسی کی برکت سے آج امت میں ہمارا نام روشن ہو رہا ہے، جو اپنے کو اللہ کے لیے مٹاتا ہے اسی کو اللہ چمکاتا ہے۔

تواضع کے معنیٰ اور اس کا طریقِ حصول

حدیثِ پاک ہے:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ[1]

حدیث کی بلاغت دیکھیے، علومِ نبوت خود دلیلِ نبوت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَوَاضَعَ اور اس کی جزا کے درمیان ایک لفظ اور عطا فرمایا تا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ جزا یعنی بلندی کی لالچ میں تواضع کریں تو اخلاص نہیں رہے گا۔ اسی لیے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فرمایا کہ اللہ کے لیے تواضع اختیار کرو اور تواضع بھی خود اختیار نہیں کرو بلکہ کسی اللہ والے سے تواضع سیکھو، کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرو پھر دیکھو اللہ کیوں نہیں ملتا۔

اللہ کیسے ملتا ہے؟

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں

[1] کنز العمال: ۳/۱۱۲ (۵۷۳۰)، باب تعدیل الاخلاق المحمودۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

سے، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، امرود ملتا ہے امرود والوں سے، آم ملتا ہے آم والوں سے۔ آپ کسی کپڑے والے سے جاکر کہو کہ ایک کلو مٹھائی دے دو تو وہ کیا کہے گا؟ دماغ کے ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہو جایئے، ڈاکٹر سے دماغ کا علاج کرایئے، آپ کپڑے کی دوکان پر مٹھائی لینے آئے ہیں؟ اور اگر مٹھائی کی دوکان پر جاکر کہو کہ پانچ گز کپڑا دے دو تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ہاں جناب آپ بھی اسی (Category) کے آدمی ہیں، آپ بھی جایئے دماغ کے ہسپتال میں۔

توشاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آم، آم والوں سے، امرود، امرود والوں سے، کباب، کباب والوں سے، مٹھائی، مٹھائی والوں سے اور کپڑا کپڑے والوں سے ملتا ہے تو اللہ بھی اللہ والوں سے ملتا ہے۔ دنیا میں کوئی ولی اللہ ایسا نہیں گزرا جس نے کسی اللہ والے کی صحبت نہ اُٹھائی ہو جیسے دیسی آم لنگڑے آم کی پیوند کے بغیر لنگڑا آم نہیں بن سکتا، آپ دیسی آم کو لنگڑے آم سے متعلق ایک لاکھ کتابیں مع سند اور مصنفین کے نام کے ساتھ یاد کرادیں بلکہ سوانحِ مصنفین کا بھی حافظ بنادیں لیکن جب تک اسے لنگڑے آم کی قلم نہیں لگے گی اُس وقت تک دیسی آم لنگڑا آم نہیں بنے گا۔ میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے جب میری اس مثال کو سنا تو ہنس کر فرمایا کہ دیسی آم لنگڑے آم کی صحبت اور قلم سے لنگڑا آم ہوتا ہے لیکن دیسی دل، غفلت کا مارا دل، حُبِّ جاہ اور دنیا کے مال کا مارا ہوا دل جب اللہ والوں کے دل سے پیوند کھاتا ہے تو لنگڑا دل نہیں بنتا، تگڑا دل بن جاتا ہے اور اس کے پاس جتنے بگڑے دل رہتے ہیں وہ بھی تگڑے دل بن جاتے ہیں۔ حضرت نے کیا عمدہ بات فرمائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ہم اللہ والوں کے دل سے اپنا دل پیوند کریں گے تو کہیں ہمارا دل لنگڑا نہ ہو جائے۔

واہ رے شیخ! اس کو شیخ کہتے ہیں، فرمایا کہ اللہ والوں کے دل سے جب تمہارا دل پیوند ہو گا تو تگڑا دل بنے گا اور اتنا تگڑا ہو گا کہ سارا معاشرہ، سارا زمانہ آپ کو مرعوب نہیں کرسکتا ان شاءاللہ اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ صاحب ہم زمانے کے ہاتھوں مجبور ہو گئے تھے بلکہ اللہ والوں کی صحبت کے بعد وہ ایمان، وہ یقین عطا ہو گا کہ آپ اہلِ زمانہ سے بہ بانگِ دُہل یہ اعلان کریں گے۔

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

اہل اللہ سے کیسا تعلق ہونا چاہیے؟

جو شخص معاشرے سے، سوسائٹی سے، حُبِّ مال سے، حُبِّ جاہ سے دب کر مسلکِ اہلِ حق چھوڑ دے تو سمجھ لو کہ اس ظالم نے اہل اللہ کے دل سے صحیح طریقے سے پیوند کاری نہیں کی۔ ٹنڈو جام میں دیسی آم کو لنگڑا آم بنانے کا بہت بڑا ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ ہے، وہاں میں نے سائنس دان طالبِ علموں سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے دیسی آم کی شاخ کو لنگڑے آم کی شاخ سے اتنا مضبوط کیوں باندھا ہوا ہے؟ اگر تھوڑی سی لوزنگ(Loosing)ہو یعنی ڈھیلا ڈھالا تعلق ہو تو کیا حرج ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر دیسی آم کی شاخ میں اور لنگڑے آم کی شاخ میں ذرا سا بھی فاصلہ ہو گا، ذرا سا بھی فصل ہو گا اور مضبوطی کے ساتھ کَس کر نہیں باندھیں گے تو اس فصل کی وجہ سے، اس جدائی اور ڈھیلے پن کی وجہ سے لنگڑے آم کی سیرت، صورت اور خاصیت دیسی آم میں منتقل نہیں ہو گی۔ یہ ہے راز کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا کہ اپنے شیخ سے جتنا زیادہ تعلق ہو گا اتنا ہی فیض منتقل ہو گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ اور مربی کی محبت و تعلق کو تین جملوں سے سکھا دیا، ان کا یہ سبق قیامت تک کے لیے درسِ محبت اور درسِ ادب ہے۔ ہر شخص اپنے شیخ اور مربی کے بارے میں اس سے سبق لے سکتا ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر! مجھ کو ساری دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں: نمبر ۱۔ خوشبو، نمبر ۲۔ نیک بیوی، نمبر ۳۔ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ[۸] میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ جب میں سجدہ میں سر رکھتا ہوں ؎

کیا کہوں قربِ سجدہ کا عالم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے تعلق کی لذت

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

۸؎ سنن النسائی: ۹۳/۲، باب حب النساء، کتاب عشرۃ النساء، المکتبۃ القدیمیۃ

سے فرمایا کہ مولوی اشرف علی! تم میرے خاص ہو اس لیے بتاتا ہوں کہ جب فضلِ رحمٰن سجدے میں سر رکھتا ہے تو اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا ہو اور فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جب میں جنت میں جاؤں گا تو وہاں بھی تلاوت کرتا رہوں گا، جب حوریں آئیں گی اور کہیں گی کہ میاں ذرا ہماری طرف بھی توجہ کرو تو ان سے کہوں گا کہ بیبیو! اگر اللہ تعالیٰ کا کلام سننا ہے تو تشریف رکھو ورنہ اپنا راستہ لو۔ اور ہم لوگوں کے دل میں کیا ہے وہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ خدا کے عاشقوں کا تو یہ مقام ہے جبکہ ہمارے یہ جذبات ہیں۔

دنیا سے مر کے جب تم جنت کی طرف جانا
اے عاشقانِ صورت حوروں سے لپٹ جانا

حدیث کَلِّمِیۡنِیۡ یَا حُمَیۡرَاءُ کی تشریح از مولانا گنگوہی

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے، اسی وجہ سے تہجد میں آپ اتنا طویل قیام فرماتے تھے کہ پاؤں میں سوجن آجاتی تھی، ایک رکعت میں کئی کئی پارے پڑھتے تھے، اسی وجہ سے آپ کی روحِ مبارک تہجد کے وقت اس اونچے مقام پر پہنچتی تھی کہ عرشِ اعظم کا طواف کرتی تھی اور جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے تھے کَلِّمِیۡنِیۡ یَا حُمَیۡرَاءُ[۹] اے حمیرا! مجھ سے باتیں کرو۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ گفتگو بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایسی نہیں تھی جیسی ہم لوگ اپنی بیویوں سے بہ تقاضائے بشریت کرتے ہیں بلکہ بہ تقاضائے عظمتِ الوہیت عرشِ اعظم کا طواف کرتی ہوئی اپنی روحِ مبارک کو آپ مسجدِ نبوی کے مصلیٰ پر اتارنے کے لیے یہ گفتگو فرماتے تھے تاکہ فجر کی اِمامت کا حق ادا ہوسکے ورنہ اگر روحِ مبارک عرشِ اعظم کا طواف کرتی رہتی تو آپ فجر کی نماز پڑھانے پر قادر نہ ہوتے۔

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

---

۹ غرائب القرآن: ۲/۲۰۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

درود شریف سے پہلے استغفار پڑھنے کی حکمت

حضرت مولانا گنگوہی سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں پہلے درود شریف پڑھا کروں یا پہلے استغفار کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم پہلے کپڑے دھو کر بعد میں عطر لگاتے ہو یا پہلے عطر لگا کر پھر کپڑے دھوتے ہو؟ اس نے کہا کہ پہلے کپڑے دھوتے ہیں پھر عطر لگاتے ہیں تو فرمایا کہ پہلے استغفار اور توبہ کرکے اپنی روح کو نجاستِ معصیت سے پاک صاف کر لو پھر درود شریف کا عطر لگایا کرو۔

یہ ہیں علوم ہمارے اکابر کے هٰؤُلَاءِ اٰبَاءِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ یہ جواب میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نیو ٹاؤن کی مسجد میں مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوال پر دیا تھا، اختر بھی اس وقت موجود تھا اور شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے، بڑے بڑے علماء حاضر تھے کیوں کہ میرے شیخ نے جن سے حدیث پڑھی تھی انہوں نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی تھی۔ اس لیے میں مولانا گنگوہی کی بات دو واسطوں سے آپ کو نقل کر رہا ہوں، اختر اپنے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتا ہے اور میرے شیخ اپنے استاد مولانا ماجد علی جونپوری سے روایت فرماتے تھے اور وہ روایت کرتے تھے مولانا گنگوہی سے۔ مولانا گنگوہی کی بات پر یہ بات یاد آگئی۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ایسے محبوب مرید تھے کہ ایک مرتبہ حضرت گنگوہی سے کہہ کر گئے کہ مغرب تک آجاؤں گا لیکن جب مغرب تک نہیں آئے تو مغرب پڑھ کر حضرت گنگوہی اپنے صحن میں ان کی یاد میں روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے رہے۔

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح سے دن گزرا گزر جائے گی شب بھی

یہ ہیں اللہ والے جو اپنے شاگردوں سے اس طرح سے محبت کرتے تھے کہ پریشانی میں ٹہل رہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح سے دن گزرا گزر جائے گی شب بھی

اللہ تعالیٰ نے علماء کو اہلِ ذکر کیوں فرمایا؟

مولانا ماجد علی جونپوری مولانا یحییٰ صاحب کے ساتھ پڑھتے تھے، مولانا یحییٰ نے بارہا کہا کہ مولوی ماجد علی! بخاری شریف کی روح تم کو تب ملے گی اور تم صحیح عالم تب بنو گے جب کسی اللہ والے سے بیعت ہو جاؤ گے اور اللہ اللہ بھی کرو گے کیوں کہ علماء کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ذکر سے خطاب فرمایا ہے:

فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۳﴾[1]

اے دنیا والو! اگر تم بے علم ہو تو علماء جن کو میں اہلِ ذکر سے تعبیر کر رہا ہوں ان سے سوال کر لیا کرو۔ شاہ عبد الغنی صاحب فرماتے ہیں کہ علماء کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ذکر فرمایا ہے، اگر ہم مولوی لوگ بھی خدا کی یاد میں کمی کریں تو بتاؤ اس آیت کی نعمت کی ناشکری ہے یا نہیں؟

دوستی کا اصل حق

مولانا ماجد علی جونپوری کو تصوف سے اور مرید ہونے سے مناسبت نہیں تھی لیکن واہ اس کو کہتے ہیں دوست! جب مولانا یحییٰ نے دیکھا کہ یہ آزادی چاہتا ہے اور کسی اللہ والے کے ہاتھ پر اپنے کو نہیں بیچ رہا ہے تو سوچا کہ یہ ظالم محروم رہے گا کہ ایک قطب العالم، محدثِ عظیم، اپنے وقت کے اتنے بڑے فقیہ کہ اگر دعوائے اجتہاد فرماتے تو نباہ دیتے، یہ قول حکیم الامت تھانوی کا ہے۔ تو مولانا یحییٰ نے مولانا ماجد علی جونپوری کو مرید کرنے کی ایک ترکیب نکالی، ایک دن مولانا گنگوہی نے بخاری شریف پڑھاتے ہوئے درمیان میں وقفہ فرمایا تو مولانا یحییٰ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! آپ مولوی ماجد علی کو بیعت فرما لیجیے، ذرا عنوان دیکھیے، یہ نہیں کہا کہ مولوی ماجد علی بیعت ہونا چاہتے ہیں یہ تو جھوٹ ہو جاتا اس لیے یہ فرمایا کہ آپ مولوی ماجد علی

[1] النحل:۴۳

کو بیعت فرمالیں۔ مولانا گنگوہی سمجھے کہ مولوی ماجد علی نے انہیں وکیل بنایا ہے، انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھادیا، اب اتنا بڑا شیخ، قطب العالم، محدثِ عظیم اپنے شاگرد کی طرف ہاتھ بڑھائے تو وہ شاگرد کتنا نالائق ہو گا جو ہاتھ کھینچ کر کہہ دے کہ میں بیعت نہیں ہونا چاہتا لہٰذا انہوں نے بھی فوراً ہاتھ بڑھایا اور بیعت ہو گئے۔ میرے مرشدِ اوّل شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساری زندگی مولانا ماجد علی جونپوری مولانا یحییٰ صاحب کو شکریہ کا خط لکھتے رہے کہ مولانا یحییٰ! تمہارا مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے جس کا بدلہ خدا ہی قیامت کے دن تمہیں عطا فرمائے گا کہ مجھ جیسے نالائق کو تم نے مولانا گنگوہی کے ہاتھ پر بیعت کرا کے اتنے بڑے قطب العالم کے سلسلے میں داخل کر دیا، اگر تم مجھ پر یہ مہربانی نہ کرتے تو میں محروم رہ جاتا۔

چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کی حکمت

میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی نے طلباء سے دریافت فرمایا کہ جب چھینک آتی ہے تو شریعت نے الحمد للہ کہنے کا حکم کیوں دیا؟ طلباء نے کہا حضرت! محدثینِ کرام نے لکھا ہے کہ بخاراتِ ردِّیہ جو دماغ میں ہوتے ہیں چھینک آنے سے نکل جاتے ہیں، خروجِ بخاراتِ ردِّیہ سے دماغ کو آرام ملتا ہے اس لیے الحمد للہ کہہ کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ ایک جواب اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو یہ عطا فرمایا کہ چھینکتے وقت انسان کی شکل بگڑ جاتی ہے اور ایسی بگڑتی ہے کہ اگر خدا چھینک کو وہیں روک دے اور پچھلی شکل پر اس کو واپس نہ لائے تو اسے کوئی نہیں پہچان سکتا، یہاں تک کہ بیوی بھی گھر میں نہیں گھسنے دے گی کہ یہ کون جانور آرہا ہے۔ تو چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنا اسی بات کا شکریہ ہے کہ یااللہ! میری شکل جو بگڑ گئی تھی آپ نے دوبارہ اسے درست فرمادیا۔ اُولٰٓئِكَ اٰبَآءِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ یہ ہیں ہمارے باپ داداؤں کے علوم!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غشی کی وجد آفریں توجیہ

مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے معانقہ کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھوڑی دیر

کے لیے غشی سی آگئی اور گھر واپس ہو کر آپ نے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ [۱] اے خدیجہ مجھے کمبل اوڑھادو۔ آپ پر یہ کیفیت کیوں طاری ہوئی؟ کیا نعوذ باللہ! حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طاقت زیادہ تھی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں وہ مقام عطا فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی! اب میں آگے نہیں بڑھ سکتا، اب اگر میں آگے بڑھا تو میرے پَر جل جائیں گے، یہ آپ کا مقام ہے، آپ آگے جائیے۔ تو مولانا گنگوہی نے اس کا ایسا پیارا جواب دیا کہ آپ بھی مست ہو جائیں گے ان شاء اللہ، فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی ہیبت سے بے ہوش نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ کو عرب کے کافروں کے آئینے میں اپنا حسنِ نبوت نظر نہیں آیا کیوں کہ وہ تاریک آئینے تھے لیکن جب جبرئیل علیہ السلام کا روشن آئینہ نظر آیا اور آپ پر اپنا مقامِ نبوت، حسنِ نبوت، جمالِ نبوت منکشف ہوا تو اپنے ہی جمالِ حسن سے آپ بے ہوش ہوگئے ؎

غش کھا کے گر گئے تھے وہ آئینہ دیکھ کر
خود اپنے حسن ہی سے وہ بے ہوش ہوگئے

ایک شیر بکریوں میں رہتے ہوئے سمجھتا تھا کہ میں بھی بکری ہوں۔ ایک دن دریا میں اپنی شکل دیکھی تب اس نے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ میں تو کچھ اور ہوں لہٰذا ایسی دھاڑ ماری کہ ساری بکریاں ڈر کر بھاگ گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آئینۂ جبرئیل میں مقامِ نبوت کو منکشف فرمایا، اپنے ہی جمالِ نبوت سے آپ پر غشی طاری ہوگئی ؎

غش کھا کے گرِ گئے تھے وہ آئینہ دیکھ کر
خود اپنے حسن ہی سے وہ بے ہوش ہوگئے

کیا تعبیر کی ہے ذرا سوچیے اس کو۔ اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ کیسی محبت کی تعبیر کی ہے اور مقامِ نبوت کو کس طرح بیان کیا ہے!

صحابہ کا مقامِ عشق

تو دوستو! یہ عرض کر رہا تھا کہ اپنے شیخ و مربی کی محبت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۱] صحیح البخاری: ۳/۱، (۳) باب کیف کان بدء الوحی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، المکتبۃ المظھریۃ

کے فرامین اور ان کی محبت سے سیکھو، صحابہ کا تو وہ مقام ہے کہ محبت خود ان سے محبت کرنا سیکھے، ان کے سامنے محبت خود آدابِ محبت نہیں جانتی، صحابہ کی محبت سے محبت کرنا سیکھو، صحابہ کی محبت سے سبق لو کہ محبت کیا چیز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یارسول اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ کائنات میں آپ کو تین چیزیں پسند ہیں تو ابو بکر کو بھی پوری کائنات میں تین چیزیں پسند ہیں:

نمبر ۱) اَلنَّظَرُ اِلَیْكَ۔ جب میں آپ کو ایک نظر دیکھتا ہوں تو مجھ کو ساری دنیا کی لذتوں سے زیادہ مزہ آتا ہے۔ مرید کا بھی یہی مقام ہونا چاہیے کہ جب شیخ کو ایک نظر دیکھے تو ساری کائنات کی لذتوں سے زیادہ اسے مزہ آئے بشرطیکہ شیخ متبعِ سنت، متبعِ شریعت اور صاحبِ نسبتِ عظمیٰ ہو۔

نمبر ۲) وَالْجُلُوْسُ بَیْنَ یَدَیْكَ۔ اے اللہ کے نبی! جب آپ کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے ساری کائنات کی لذات سے زیادہ آپ کے پاس بیٹھنا لذیذ معلوم ہوتا ہے۔

نمبر ۳) وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلَیْكَ [۱۲] اور آپ پر اپنا مال خرچ کرنا مجھے کائنات کی ساری لذتوں سے زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ مگر جو صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کرتا تھا تو آپ اس مال کو جہاد میں خرچ کرتے تھے، اپنی بلڈنگ نہیں کھڑی کرتے تھے لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر فدا کر دے اور نعمتوں سے زیادہ نعمت دینے والے کو پیار کرے وہ اصلی ولی اللہ ہے، یہ نہیں کہ نعمتوں کو دیکھ کر، اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھ کر، بال بچوں کو دیکھ کر، کباب بریانی دیکھ کر نعمت دینے والے کو بھول جائے۔

نعمت دینے والا نعمت سے افضل ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ [۱۳]

---

[۱۲] کشف الخفاء للعجلونی: ۲۴۱/۱، ذکرہ بلفظ والجہاد بین یدیك ولم یذکر الجلوس بین یدیك

[۱۳] البقرۃ: ۱۵۲

حکیم الامت نے اس کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ تم ہم کو یاد کرو اطاعت کے ساتھ، ہم تم کو یاد کریں گے عنایت کے ساتھ۔ اگر اطاعت نہیں ہے تو سبحان اللہ بھی قبول نہیں، جماعت سے نماز ہورہی ہے اور تم الگ بیٹھ کر سبحان اللہ پڑھ رہے ہو، عورت سامنے ہے اور تم نظر بچانے کی بجائے ماشاء اللہ ماشاء اللہ کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کیا جمال دیا ہے، یہ اطاعت ہے؟ حرام نمک چکھنا جائز ہے؟ البتہ اپنی بیوی کا نمک چکھنا حلال ہے لیکن اس کی بھی اتنی محبت نہ ہو کہ قیسِ ثانی بن جاؤ اور اللہ کو بھول جاؤ۔

مفسرِ عظیم علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو مقدم فرمایا اور شکر کو مؤخر فرمایا تو اس سے تصوف کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا کہ نعمتوں سے زیادہ نعمت دینے والے کو یاد کرو، جو نعمت دیکھ کر منعم سے غافل ہو جائے، مال و دولت اور نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر اللہ سے غافل ہو جائے، حب جاہ کی وجہ سے اللہ سے غافل ہو جائے کہ سارا بنگلہ دیش اُس کو سلام کرے، جاہ کا نشہ ہو یا مال کا یا حسن کا اگر وہ خدا تعالیٰ سے غافل کر دے تو ایسا شخص ولایتِ عظمیٰ سے محروم رہے گا۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو شکر پر کیوں مقدم کیا:

فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی قَدَّمَ ذِکْرَہٗ عَلٰی شُکْرِہٖ لِاَنَّ حَاصِلَ الذِّکْرِ الْاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ وَاِنَّ حَاصِلَ الشُّکْرِ الْاِشْتِغَالُ بِالنِّعْمَۃِ فَلَاِشْتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِشْتِغَالِ بِالنِّعْمَۃِ[۱۴]

یعنی جب نعمت دینے والے کا حکم آجائے تو نعمتوں کو چھوڑ کر نعمت دینے والے کی محبت اور اطاعت میں لگ جاؤ، حسین و جمیل عورت سامنے آجائے، حسین و جمیل لڑکا سامنے ہو لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان اس وقت نہ بھولو یعنی نگاہوں کی حفاظت کرو، اگر حسین لڑکا سامنے آجائے تو یہ کہو کہ اس کا حسن و جمال اس کی بیوی کو مبارک ہو۔

[۱۴] روح المعانی:۱۹/۲،البقرة (۱۵۲)،داراحیاءالتراث،ذکرہ بلفظ لأن فی الذکر اشتغالا بذاتہ تعالٰی وفی الشکر اشتغالا بنعمتہٖ والاشتغال بذاتہ تعالٰی اولٰی من الاشتغال بنعمتہٖ

اسلام میں عورتوں کے حقوق

اگر بیوی اپنے حسین شوہر کو پیار کرلے تو جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ مستحب ہے:

اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ[۱۵]

اس سے شوہر کا دل خوش ہو جائے گا کہ نہیں؟ اور اگر حسین عورت پر اچانک نظر پڑ گئی تو کہو یا اللہ! اس کا حسن اس کے شوہر کو مبارک ہو، میری لیے وہی ہے جو آپ نے مجھے عطا فرمائی ہے، میرے لیے دنیا میں کوئی عورت اس سے بڑھ کر نہیں جو آپ نے مجھے عطا فرمائی۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جنت میں مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ خوبصورت کر دی جائیں گی۔ بس چند دن صبر کرلو جیسے پلیٹ فارم کی چائے جیسی بھی ہو بحالتِ مجبوری پی لیتے ہو اسی طرح اگر مسلمان بیویاں شکل میں کمتر ہیں تو ان کو حقیر مت سمجھو، وہ جنت میں حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمان بیویوں کو یہ فضیلت کیوں ملے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ[۱۶]

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں غلطی سے نمک تیز ہو گیا، اس کے شوہر نے اسے کچھ نہیں کہا اور یہ سوچا کہ اگر میری بیٹی سے نمک تیز ہو جاتا تو میں یہی چاہتا کہ میرا داماد اس کی پٹائی نہ کرے، اسے معاف کر دے، اے خدا! یہ بھی کسی کی بیٹی ہے اور سب سے بڑھ کر آپ کی بندی ہے، میں آپ کی خاطر اسے معاف کرتا ہوں۔ جب اس کا انتقال ہوا تو ایک ولی اللہ نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے معاصی پر گرفت فرمائی، میں سمجھا کہ شاید جہنم میں جاؤں گا، لیکن آخر میں فرمایا کہ اے شخص! تو نے ایک دن میری بندی کو نمک تیز کرنے کی غلطی پر معاف کر دیا تھا اور میری خاطر میری بندی سمجھ کر نہ اس کو گالی دی نہ پٹائی کی، تیرے اس عمل کے بدلے میں آج میں تجھ کو معاف کرتا ہوں۔

---

۱۵ مرقاة المفاتیح: ۲۲۱/۹، کتابُ الآداب، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، دار الکتب العلمیة، بیروت

۱۶ روح المعانی: ۱۳۶/۲۷، دار احیاء التراث، بیروت

آدابِ شیخ

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان تین باتوں سے محبتِ شیخ کا سبق لو کہ ہمیں اپنے شیخ سے ایسی محبت کرنی چاہیے کہ ایک نظر متبعِ سنت مربی اور مرشد کو دیکھنا ہمیں سارے جہاں سے عزیز تر ہو، اس کے پاس بیٹھنے کی نعمت سارے جہاں کی نعمتوں سے عزیز تر ہو اور جب شیخ ہمارا مال دین کے راستے میں خرچ کرائے تو اس پر مال خرچ کرنا سارے عالم کی نعمتوں سے لذیذ تر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والدین کو ایک نظر محبت سے دیکھنے کا ثواب ایک حجِ مقبول کے برابر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فضیلت سن کر صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! پھر تو ہم بہت زیادہ ثواب لے لیں گے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے، وہاں کوئی کمی نہیں۔ اور جو ماں باپ کو ستاتا ہے اس کو موت نہ آئے گی جب تک دنیاہی میں خدا عذاب نہ دے دے۔

اللہ والوں کو احترام کی نظر سے دیکھنے پر اللہ ملتا ہے

ایک صاحب نے آج ہی سوال کیا کہ جب ماں باپ کو محبت سے دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے تو شیخ جو روحانی باپ ہے اس کو دیکھنے سے کیا ثواب ملے گا؟ میں نے کہا کہ بھئی دیکھو! ماں باپ کو محبت سے دیکھنے پر ایک حجِ مقبول کا ثواب ملے گا مگر حجِ فرض ادا نہیں ہوگا ورنہ سارا روپیہ بچا کر ابا اماں کو دیکھ لو اور کہہ دو میں نے حج کر لیا تو جب ماں باپ کو جو جسمانی تربیت کرتے ہیں محبت سے دیکھنے پر حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے، تو شیخ جو روحانی تربیت کرتا ہے اللہ کے لیے، اس کو احترام کی نظر سے دیکھنے پر اللہ ملتا ہے:

اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ[۱۷]

اللہ والے وہ ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔

تقویٰ اہلِ تقویٰ سے ملتا ہے

بیان کے شروع میں میں نے جو آیت تلاوت کی تھی اب اس کا ترجمہ کرتا ہوں۔

---

[۱۷] سنن ابن ماجہ: ۴۳۹، ۴۴۰ (۴۱۱۹)، باب من لا یؤبہ لہ، المکتبۃ الرحمانیۃ

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ [۱۸] اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو تاکہ متقی مومن بن کر میرے ولی ہو جاؤ کیوں کہ ولایت کی حقیقت ایمان اور تقویٰ ہے:

فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الْوِلَایَۃِ الْاِیْمَانُ وَالتَّقْوٰی کَمَا قَالَ اللہُ تَعَالٰی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ [۱۹]

جو مومن ہو کر متقی نہیں ہو گا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [۲۰] اللہ تعالیٰ کے ولی صرف متقی بندے ہیں یعنی ولایت کا دار ومدار تقویٰ پر ہے، اِنَّ مَدَارَ الْوِلَایَۃِ وَتَأْسِیْسَ الْوِلَایَۃِ التَّقْوٰی لیکن ہم تقویٰ کہاں سے پائیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اگر تمہیں تقویٰ حاصل کرنا ہے تو متقی بندوں کے ساتھ رہ پڑو۔ یہاں صادقین بمعنیٰ متقین ہے، اب اگر کوئی کہے کہ صادقین کی تفسیر متقین کیوں کی؟ تو اس کا جواب قرآنِ پاک کی دوسری آیت سے ملتا ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ [۲۱]

جو لوگ سچے ہیں وہی متقی ہیں یعنی صادق اور متقی میں نسبتِ تساوی ہے، کُلُّ مَنْ یَّکُوْنُ صَادِقًا یَکُوْنُ مُتَّقِیًا وَکُلُّ مَنْ یَّکُوْنُ مُتَّقِیًا یَکُوْنُ صَادِقًا اب یہاں ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب صادقین سے مراد متقین فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ میں صادقین کی جگہ متقین کیوں نازل نہیں فرمایا؟ تو اس کا راز اللہ تعالیٰ نے اختر کے دل کو عطا فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص دھوکا دینے کے لیے ہمیں پھنسا دیتا اور اس کے اندر تقویٰ نہ ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تقویٰ میں سچے ہیں اَلصَّادِقِیْنَ فِی التَّقْوٰی ہیں ان ہی کی صحبت سے تمہیں تقویٰ ملے گا وَالْکَاذِبِیْنَ فِی التَّقْوٰی اور جو تقویٰ میں کاذب ہیں، مدعی کاذب ہیں ان کی صحبت سے تمھیں تقویٰ نہیں ملے گا۔

۱۸؎ اٰل عمرٰن: ۱۰۲

۱۹؎ یونس: ۶۲-۶۳

۲۰؎ الانفال: ۳۴

۲۱؎ البقرۃ: ۱۷۷

حصولِ تقویٰ کے لیے اہلِ تقویٰ کی کتنی صحبت درکار ہے؟

میرے شیخ شاہ عبدالغنی فرماتے تھے کہ اکھاڑے میں استاد کی لات کھانے والا بھی پہلوان ہو جاتا ہے چاہے زیادہ بادام دودھ نہ پیے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت میں رہنے والے کچھ نہ کچھ تو پا ہی جائیں گے، لیکن جو اُن کے مشوروں پر عمل کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ صاحبِ نسبتِ عظمیٰ اور صاحبِ تقوائے کامل بن جائیں گے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اہلِ تقویٰ کے پاس کتنا رہیں کہ ہم بھی متقی بن جائیں؟ اس کا جواب علامہ آلوسی السید محمود بغدادی تفسیر روح المعانی میں آیت کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ [۲۲]

اہلِ تقویٰ کے ساتھ اتنا رہو کہ تمہارے قلب میں ان کا تقویٰ منتقل ہو جائے، ان کی آہ و فغاں، ان کی اتباعِ سنت، ان کی حفاظتِ نظر، ان کی حفاظتِ سماعت غرض باطن کی ساری چیزیں منتقل ہو جائیں تب سمجھ لو کہ ان کی صحبت کا حاصل، حاصل ہو گیا۔

حصولِ تقویٰ کے لیے مجاہدے کی اہمیت

اگر کوئی پوچھے کہ تل کتنا گلاب کے پھول میں رہے کہ گلِ روغن بن جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر لازم ہے کہ اتنے دن تک اس کو گلاب میں رکھا جائے کہ گلاب کی خوشبو اس میں نفوذ کر جائے پھر وہ مجاہدہ کرے تو گلِ روغن نکلے گا تلی کا تیل نہیں نکلے گا اور اگر تکبر کی وجہ سے وہ گلاب کے پھول کی صحبت سے منکر ہے، دعوائے ناز و پندار میں مبتلا ہے تو اس کو کتنا ہی کولہو میں پیس لو، کتنا ہی مجاہدہ کرا لو لیکن رہے گا تل کا تیل، نہ اس کا دام بدلے گا، نہ نام بدلے گا، نہ کام بدلے گا۔ اس لیے جتنے علمائے ربانیّین ہوئے ہیں صالحین اور مشائخ کی صحبت کے صدقے میں ہوئے ہیں۔ آج اسی کی کمی ہے، آج علم کم نہیں ہے، دنیا میں بڑی بڑی کروڑوں روپے کی لائبریریاں ہیں لیکن صحبتِ اہل اللہ، صحبتِ صالحین کی محرومی کی وجہ ہے کہ

---

[۲۲] روح المعانی: ۵۶/۱۱، التوبة (۱۱۹)، دار احیاء التراث، بیروت

اہلِ علم ہونے کے باوجود سگریٹ پی رہے ہیں، جماعت سے نماز ہو رہی ہے تو جماعت کی نماز نہیں پڑھتے لہٰذا کتب بینی کے ساتھ ساتھ قطب بینی بھی ضروری ہے۔

صحبتِ اہل اللہ پر ایک الہامی مضمون

جب پہلی وحی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ[۲۳] نازل ہوئی تو اس وقت قرآن مکمل نازل نہیں ہوا تھا لیکن اس وقت جو صحابی ایمان لائے تو اللہ کے رسول کی صحبت میں پہل کرنے کے صدقے میں ان کا مقام بعد کے لوگوں سے زیادہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظار نہیں فرمایا کہ صحابیت کا اعلیٰ مقام تب ملے گا جب قرآن مکمل نازل ہو جائے گا۔

لیکن جس وقت غارِ حرا میں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل ہوئی تو ساری کتابیں اسی وقت منسوخ ہو گئیں۔ اس پر میں ایک شعر پڑھتا ہوں ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ ہفت ملت بشست

وہ یتیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس پر قرآن ابھی مکمل نازل نہیں ہوا ساری توریت، انجیل، زبور اسی وقت منسوخ ہو گئیں حالاں کہ ابھی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل ہوئی ہے، مکمل قرآن نازل نہیں ہوا۔

عظمت و مناقبِ صحابہ

تو صحبت وہ نعمت ہے کہ اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہو سکتا کیوں کہ صحابہ نے خدا دیدہ نگاہوں کو دیکھا تھا، اللہ کے رسول نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا نہیں؟ تو جن صحابہ نے خدا دیکھنے والی آنکھوں کو دیکھا تھا اب وہ خدا دیدہ آنکھ قیامت تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی لہٰذا اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہو سکتا۔ اور جو صحابہ کو بُرا کہتا ہے اس کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

۲۳ العلق:۱

اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللہِ عَلٰی شَرِّکُمْ[۲۴]

جن کو تم دیکھو کہ قلم یا زبان سے صحابہ پر تنقید کرتے ہیں، ان کی بُرائی کرتے ہیں تو تم کہو کہ لعنت ہو تمہارے شر پر۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللہَ اَللہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ
فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ[۲۵]

میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانۂ ملامت نہ بنانا پس جس شخص نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ علامہ آلوسی نے فرمایا کہ جس کو صحابہ کی مدح و تعریف سے، ان کی عظمتوں سے، ان کی رفعتِ شان سے انقباض ہوتا ہو، دُکھ پہنچتا ہو، وہ اپنے ایمان کی خیر منائے اور اِس کی دلیل قرآنِ پاک کی یہ آیت ہے: لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ۔ صحابہ کی تعریف سے جن کو غیظ آئے، چہرہ مرجھا جائے تو سمجھ لو کہ اس پر لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ کا کچھ عکس آگیا ہے، اس کے اندر خطرناک مرض موجود ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو صحابہ کی تعریف فرمارہے ہیں:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللہِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ۖۛ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ[۲۶]

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں ان کی خوبیاں یہ ہیں کہ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر نہایت رحم دل ہیں، ان کو دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں ہیں غرض وہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے دل کا نور ان کے چہروں سے نمایاں ہے اور توریت اور انجیل میں ان کی تعریفیں مذکور ہیں۔

۲۴؎ جامع الترمذی:۲/۲۲۵، باب فی من سب اصحٰب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ایچ ایم سعید
۲۵؎ جامع الترمذی:۲/۲۲۵، باب فی من سب اصحٰب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ایچ ایم سعید
۲۶؎ الفتح:۲۹

ہمارے اکابر نے فرمایا کہ صحابہ تو بہت بڑے ہیں کسی ولی اللہ کے ساتھ گستاخی اور بدتمیزی کرنے والے اور اُنہیں بُرا بھلا کہنے والے سے اللہ کا اعلانِ جنگ ہے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! جہاد کے وقت ایک ادنیٰ صحابی کے گھوڑے پر جو گرد جمتی ہے عبد القادر جیلانی اس گرد کے برابر بھی نہیں ہے۔ لیکن جملہ اولیاء اللہ کا احترام واکرام ہم پر لازم ہے۔ جب عام مسلمانوں کی غیبت حرام ہے: اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا[۲۷] تو اولیاء اللہ کے ساتھ جو لوگ بدتمیزی کرتے ہیں ان کے بارے میں حدیث ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ[۲۸]

جو کسی ولی اللہ کو دُکھ پہنچاتا اور اُنہیں ستاتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلانِ جنگ ہے۔

آیت وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا ... الخ کی تفسیر

اب اگلی آیت وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ کی تفسیر بیان کرتا ہوں۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ مظہری میں اس کی چار تفسیریں بیان کی ہیں:

پہلی تفسیر ...رضائے الٰہی کی تلاش میں مشقت اُٹھانے والے

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی ابْتِغَاءِ مَرْضَاتِنَا

جو مجھ کو خوش کرنے کے لیے ہر تکلیف کو گوارہ کرتے ہیں۔ جس طرح بغیر مجاہدے اور گلاب کے پھول کی صحبت اُٹھائے تل کا تیل گلِ روغن نہیں ہو سکتا ایسے ہی بغیر مجاہدے کے اہل اللہ کی صحبت مکمل نافع نہیں ہوتی۔ لوگ لکھتے ہیں کہ صاحب سارے گناہ چھوڑدیے مگر نظر بچانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس لیے یہ گناہ نہیں چھوٹ رہاہے۔ بتاؤ! یہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا میں شامل ہے؟ اس لیے اس کی تفسیرِ اوّل ہے:

---

۲۷ کشف الخفاء ومزیل الالباس للعجلونی: ۹۵/۲ (۱۸۱۴)، مکتبۃ العلم الحدیث

۲۸ صحیح البخاری: ۹۶۳/۲، (۶۵۰۲)، باب التواضع، المکتبۃ المظہریۃ

اَلْعَلَّامَۃُ الْقَاضِی ثَنَاءُ اللہ بَانِی بَتّی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی یَکْتُبُ فِیْ تَفْسِیْرِہِ الْمُسَمّٰی بِتَفْسِیْرِ الْمَظْھَرِیْ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا اَیِ الَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی ابْتِغَاءِ مَرْضَاتِنَا

یعنی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہر تکلیف اُٹھا لیتے ہیں۔

دوسری تفسیر ...دین کی نصرت میں تکلیف اٹھانے والے

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِیْ نُصْرَۃِ دِیْنِنَا

جو دین کے پھیلانے میں محنت کرتے ہیں یعنی صرف خود دین دار بن جانا کافی نہیں ہے بلکہ دین پھیلانے کے لیے بھی مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔

تیسری تفسیر ... تعمیلِ احکامِ الٰہیہ میں مشقت اٹھانے والے

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی امْتِثَالِ اَوَامِرِنَا

جو میرے ہر حکم کو بجالاتے ہیں۔

چوتھی تفسیر ...اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی تکلیف اُٹھانے والے

اَلَّذِیْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّۃَ فِی الْاِنْتِھَاءِ عَنْ مَّنَاھِیْنَا[۲۹]

جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان چیزوں سے اپنے نفس کو روکتے ہیں۔ ان چار تفسیروں کے بعد لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ہے، لام تاکید بانون ثقیلہ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور علامہ آلوسی لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا کی تفسیر فرماتے ہیں: اَیْ لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَ السَّیْرِ اِلَیْنَا وَسُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلٰی جَنَابِنَا[۳۰] یعنی جو یہ چار مجاہدات کرتا ہے ہم اس کو سیر الی اللہ بھی دیتے ہیں اور وصول الی اللہ بھی یعنی اپنی بارگاہ میں اپنا درباری، اپنا مقرب بھی بناتے ہیں، وہ عارف باللہ بھی ہوتے ہیں اور مقرب باللہ بھی ہوتے ہیں۔

۲۹؎ التفسیر المظھری: ۹۵/۸، بلوجستان بك دبو

۳۰؎ روح المعانی: ۱۴/۲۱، العنكبوت (۶۹)، دار احیاء التراث، بیروت

محسنین سے کیا مراد ہے؟

آیت میں آگے ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ان کا ایمان مجاہدے کی برکت سے، صحبتِ صالحین کی برکت سے احسانی ایمان ہو جاتا ہے، اور احسانی ایمان کیا چیز ہے؟ علامہ ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ محسنین سے کیا مراد ہے؟ اَلْمُرَادُ بِالْمُحْسِنِيْنَ الَّذِيْنَ يُشَاهِدُوْنَ رَبَّهُمْ بِقُلُوْبِهِمْ حَتّٰى كَاَنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بِاَعْيُنِهِمْ[۳۱] یعنی محسنین وہ لوگ ہیں جن کا قلب اپنے رب کا ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے وہ اپنی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں۔ اسی لیے حدیثِ پاک ہے:

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ[۳۲]

اپنے رب کی ایسے عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ہسپتال میں آنکھ بنائی جاتی ہے تو آنکھ پر پٹی بندھی رہتی ہے، جب آنکھ میں روشنی آجاتی ہے تو پٹی کھول دی جاتی ہے تو دنیا میں ایمان و تقویٰ سے ہماری آنکھیں بنائی جارہی ہیں، اللہ تعالیٰ جنت میں یہ پٹی ہٹادیں گے اور كَأَنَّ اَنَّ سے تبدیل ہو جائے گا کہ اب اپنے اللہ کو دیکھو ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ[۳۳] یہ ہے تمہارا رب، آج تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے کہ کوئی جھگڑا نہیں ہو گا جیسے ساری دنیا چاند کو دیکھتی ہے اور کوئی جھگڑا نہیں ہوتا اسی طرح وہاں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے ان شاء اللہ، جنت میں جاکر ہمارے كَأَنَّ کا کاف ہٹ جائے گا اور اَنَّ رہ جائے گا یعنی ان آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھ لیں گے، لیکن ابھی اس دنیا میں ہماری آنکھیں بنائی جارہی ہیں۔

تمام صحابہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل

میں نے بیان کے شروع میں جو حدیث پڑھی تھی وہ دلیل ہے صحبت کے اثرات پر

---

[۳۱] فتح الباری للعسقلانی: ۱/۳۷،(۵۰)، باب سؤال جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ذکرہ بلفظ کأنہ یراہ بقلبہ فیکون مستحضرًا ببصیرتہ وفکرتہ، المکتبۃ الغرباء الاثریۃ، المدینۃ المنورۃ

[۳۲] صحیح البخاری: ۱/۱۲(۵۰)، کتاب الایمان، باب سؤال جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان والاسلام، المکتبۃ المظھریۃ

[۳۳] المؤمن: ۶۴

کہ انسان اپنے خلیل کے دین پر جلد متخلق باخلاق الخلیل ہو جاتا ہے لہٰذا شیخ سے جتنی زیادہ محبت ہو گی اتنا ہی زیادہ وہ اس کے اخلاق سے متخلق ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے مقام کو کوئی نہیں پاسکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے ہیں کہ اے عبد اللہ! تم یہ اِشکال مت کیا کرو کہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کو زیادہ نوازتا ہوں، اس کا وسوسہ بھی نہ لانا کیوں کہ تمہارا باپ ابو بکر صدیق جیسا نہیں ہے اور تم ابو بکر صدیق کے بیٹے جیسے نہیں ہو اور پھر جوش میں فرمایا اے عبد اللہ سن لو! عمر کی ساری زندگی کی راتوں کی عبادت سے ابو بکر صدیق کی اُس ایک رات کی عبادت افضل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت والی رات ہے اور عمر کی زندگی کے تمام دنوں کی عبادت سے ابو بکر صدیق کے اُس ایک دن کی عبادت افضل ہے جب ابو بکر صدیق نے تنہا جہاد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں تنہا جہاد کروں گا چاہے کسی کو شرحِ صدر نہ ہو **فَتَقَلَّدَ سَيْفَهٗ وَخَرَجَ وَحْدَهٗ**[۳۴] انہوں نے گلے میں تلوار ڈالی اور تنہا جہاد کے لیے نکل پڑے۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا تعلق مع اللہ منصوص بالقرآن ہے

قرآنِ پاک کی آیت ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ[۳۵]

یعنی مشورہ کے بعد جس بات پر دل جم جائے اللہ پر بھروسہ کر کے اس پر عمل کرو چاہے اس کے خلاف کتنی ہی رائے کیوں نہ ہوں لہٰذا اس آیت سے جمہوریت کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جہاد کرنے کا عزم کر لیا اور اللہ میرے ساتھ ہے کیوں کہ غارِ ثور میں میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا[۳۶]

---

۳۴ التفسیر البغوی:۳/۶۹،المآئدۃ(۵۴)،دار طیبۃ،ریاض
۳۵ اٰلِ عمرٰن:۱۵۹
۳۶ التوبۃ:۴۰

جب نبی اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ اے ابو بکر! غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اے صحابہ! جب غارِ ثور میں یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ لوگ وہاں نہیں تھے، وہاں سوائے ابو بکر کے کوئی نہیں تھا۔ لہٰذا میرے ساتھ اللہ کی معیت نصِ قطعی سے ثابت ہے۔

مفسرین اور محدثین لکھتے ہیں کہ صدیقِ اکبر تنہا جہاد کو نکل گئے تب سارے صحابہ نے عرض کیا شِمْ سَیْفَكَ یَا صِدِّیْقُ اے صدیقِ اکبر! تلوار کو میان میں ڈال لیں، اب ہم کو شرحِ صدر ہو گیا ہے، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبد اللہ سن لو! ابو بکر صدیق کی اُس دن کی یہ عبادت کہ جہاد کے لیے تنہا نکل پڑے تھے، عمر کی ساری زندگی کے دنوں کی عبادت سے افضل ہے اور اسی سے سوچ لو کہ اللہ پر ان کا ایمان ویقین کیسا تھا۔

راہِ سلوک میں مرشدِ کامل کی ضرورت

بس میں اب تقریر ختم کرتا ہوں کیوں کہ میں نے جو آیتیں تلاوت کی تھیں ان کی تفسیر عرض کر دی اور جو حدیث پیش کی تھی اس کی بھی شرح کر دی کہ اگر آپ کو اللہ والا بننا ہے تو کسی اللہ والے کو اپنا خلیل بنالو تا کہ اس حدیث کے مصداق بن جاؤ:

اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

لہٰذا کسی بُرے انسان کو دوست بناؤ گے تو بُرے بن جاؤ گے اور اچھے انسان کو دوست بناؤ گے تو اچھے ہو جاؤ گے، جیسا خلیل ہو گا ویسے اخلاق ہو جائیں گے۔ ایک دیہاتی نے میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور میرے آم کے پیڑ سے نیم کی شاخ متصل ہو کر گزر گئی، میرا سارا آم کڑوا ہو گیا، تو دوستو! ذرا دائیں بائیں دیکھتے رہو کہ تمہارے قلب کے قریب سے کسی بدعقیدہ، بدعمل یا بداخلاق انسان کے قلب کی شاخ تو نہیں گزر رہی ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو جس کے اخلاق اچھے ہیں، جو اللہ والے ہیں ان کے ساتھ ساتھ چلو تو اللہ تک پہنچ جاؤ گے۔ یہ ایک اللہ والے کا لکھنؤ میں علمائے ندوہ سے خطاب تھا، پھر یہ شعر پڑھا ؎

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

اور نفس کی خواہشات کو مٹانے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

سنیں یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں اُن پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

اللہ کو پانے کا مختصر راستہ

اللہ پر مر مٹو، اپنی خواہشات کو ختم کر دو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کو پاجاؤ گے۔ ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ تم کو خدا کیسے ملا؟ فرمایا لاالٰہ سے ملا۔ ہم نے باطل خدائے حسّیہ کو بھی چھوڑا جو بت ہیں اور باطل معنوی خداؤں کو بھی چھوڑا یعنی نفس کی وہ خواہشات جن کو اللہ نے فرمایا:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَهٗ هَوٰهُ [۳۷]

یہ بُری بُری خواہشات مثلاً عورتوں کو تاک جھانک کرنا، بد نظری کرنا، گانے سننا، ماں باپ سے لڑنا، بیوی پر ظلم کرنا یہ سب بھی الٰہ باطلہ ہیں جو اپنے غصے پر اور اپنے نفس کی خواہش پر عمل کرتا ہے وہ خدا کو پانے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا۔ لہٰذا لا الٰہ کی تکمیل کے بعد آپ کو سارا عالم الا اللہ سے بھرا ملے گا ان شاء اللہ، آپ جدھر جائیں گے اللہ ہی اللہ نظر آئے گا۔

نقوشِ کتب پر عمل کے لیے نفوسِ قطب کی اہمیت

جس وقت مصنف عبد الرزاق کے محشی، ہندوستان کے سب سے بڑے محدث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب کو اپنے دارالعلوم اعظم گڑھ میں بلایا تو حضرت نے فرمایا۔

دارالعلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دارالعلوم روح کے جلنے کا نام ہے

---

[۳۷] الجاثیۃ:۲۳

اگر دارالعلوم میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں سکھائی جاتی، خدا کی یاد میں تڑپنا نہیں سکھایا جاتا، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کی مشق نہیں ہوتی تو خالی نقوشِ کتب پڑھنے سے کتب بینی تو ہو جائے گی مگر نقوشِ کتب پر عمل کرنے کے لیے قطب بینی کی ضرورت ہوتی ہے پھر نقوشِ کتب سے نفوسِ قطب بنتے ہیں۔

حکیم الامت تھانوی سے سہارنپور کے علماء نے پوچھا کہ آپ کے علم میں برکت کہاں سے آئی؟ کیا آپ بہت کتب بینی کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں، اے میرے پیارے علماء حضرات! درس کی جو کتابیں آپ نے پڑھی ہیں وہی میں نے بھی پڑھی ہیں لیکن میری ایک نعمت مستزاد ہے کہ میں نے حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، مولانا گنگوہی اور حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی کی قطب بینی بھی کی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ برکت اسی قطب بینی کی وجہ سے عطا فرماتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر تم صاحبِ نسبت ہو جاؤ گے تو تمہارے مٹکے کے علم کو سمندر اور دریا سے تعلق ہو جائے گا۔

خُم کہ از دریا در او راہے شود
پیشِ او جیحون ہا زانو زند

جس مٹکے کو سمندر سے تعلق ہو تو اس کے علم کے سامنے بڑے بڑے دریا شاگرد بن جاتے ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے بخاری شریف پڑھ لی، عالم ہو گئے لیکن یاد رکھو کہ بخاری شریف کی روح تب ملے گی جب اہل اللہ کی جوتیاں اُٹھاؤ گے، پھر جوش میں فرمایا کہ اللہ والوں کی جوتیوں کے خاک کے ذرّات بادشاہوں کے تاج کے موتیوں سے افضل ہیں۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں ختمِ بخاری شریف کے موقع پر فرمایا کہ اے طلبائے کرام! جاؤ کچھ دن کسی صاحبِ نسبت، صاحبِ تقویٰ کی صحبت میں رہ لو تا کہ ان کے صدقے میں تم بھی متقی بن جاؤ، پھر یہ شعر پڑھا۔

دردِ دل نے اور سب دردوں کا درماں کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

علامہ سید سلیمان ندوی مولانا ظفر احمد عثمانی کے صدقے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے ورنہ یہ تھانہ بھون کا مذاق اُڑاتے تھے۔ ایک دن مولانا ظفر احمد عثمانی نے انہیں خط میں مولانا رومی کا یہ شعر لکھا۔

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

اے علامہ سید سلیمان ندوی! میں جانتا ہوں کہ شرقِ اوسط میں تمہارے نام کا غلغلہ ہے لیکن چند دن کسی اللہ والے کی صحبت میں بھی رہ کر دیکھ لو، حضرت سید سلیمان ندوی فوراً تھانہ بھون پہنچ گئے اور وہاں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کے ساتھ ایک مجلس میں حکیم الامت حضرت تھانوی کی صحبت اٹھائی پھر فرمایا کہ آہ! ہم جس علم پر ناز کرتے تھے آج معلوم ہوا کہ اصل علم تو اس بوریا نشین کے پاس ہے، ہمارا علم ان کے سامنے گرد ہے، پھر روتے ہوئے اشکبار آنکھوں سے یہ اشعار پڑھے۔

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا

آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

اور جب حضرت کے مشورے سے اللہ اللہ کیا تو فرمایا۔

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

پھر فرمایا کہ جس کی صحبت کو ہم حقیر سمجھتے تھے، جس کا ہم مذاق اُڑاتے تھے اے دنیا والو! آج سید سلیمان ندوی ببانگِ دُہل یہ اعلان کرتا ہے کہ حکیم الامت تھانوی کی قدر کرلو۔

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز
پھر یہ جمالِ نور دِکھایا نہ جائے گا

چاہا خدا نے تو تیری محفل کا ہر چراغ
جلتا رہے گا یوں ہی بجھایا نہ جائے گا

تو تفسیرِ مظہری میں وَ الَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا کی چار تفسیریں ہیں جو دوبارہ سن لیجیے: نمبر ایک اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِی ابۡتِغَاءِ مَرۡضَاتِنَا جو بندے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے ہر طرح کی تکلیفیں اُٹھالیں، اپنی خوشیوں کو خدا کی خوشی پر قربان کردیں، اپنی حرام خوشیوں کا خون کردیں، اللہ کو خوش کرلیں اور اللہ کو ناراض کرکے حرام خوشیوں کی (Importing) استیراد یعنی درآمدات کو سیل (Seal) کردیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرکے کبھی اپنا دل خوش نہ کریں، اس غم کو اُٹھالیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے ولی بن جائیں گے۔ دوسری تفسیر ہے اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِیۡ نُصۡرَۃِ دِیۡنِنَا جو دین پھیلانے کے لیے وطن سے بے وطن ہوجائیں، ہر وقت دوڑ دھوپ اور محنتیں کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین سارے عالم میں چمک جائے۔ تیسری تفسیر ہے اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِی امۡتِثَالِ اَوَامِرِنَا جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بجالانے کے لیے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے میں، اپنے ماں باپ کا ترکہ اپنی بہنوں کو دینے میں غرض اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی احکام ہیں ان سب کو بجالانے میں ہر تکلیف کو برداشت کرلیں۔ اور چوتھی تفسیر ہے اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِی الۡاِنۡتِھَاءِ عَنۡ مَّنَاھِیۡنَا[۳۸] جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے، گناہوں سے بچنے کے لیے ہر غم کو اُٹھالیتے ہیں۔

نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ

کتنی ہی حسین شکل ہو چاہے پوری دنیا میں حسن میں اوّل نمبر ہو اگر سامنے آجائے تو نگاہ نیچی کرلو، غضِ بصر کرلو۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو نظر بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو حلاوتِ ایمانی دے گا اور خدا حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کی مٹھاس دے کر کبھی واپس نہیں

۳۸؎ التفسیر المظھری: ۹۵/۸، بلوجستان بك دبو

لیتا: **فِیۡهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسۡنِ الۡخَاتِمَةِ**[۳۹] جس کو حلاوتِ ایمانی عطا ہو جائے تو یہ اس کے حسنِ خاتمہ کی بشارت بھی ہے۔ حلاوتِ ایمانی شاہی عطیہ ہے لہٰذا جب نظر بچاؤ تو خدا سے سودا کرلو کہ اے اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ جو نظر بچائے گا، اپنی آنکھ کی خوشی مجھ پر قربان کرے گا میں اس کے دل کو حلاوتِ ایمانی دوں گا تو میں نے ان حسینوں سے نظر بچا کر اپنی آنکھ کی خوشی آپ پر قربان کی اس لیے آپ اپنی رحمت سے میرے دل میں حلاوتِ ایمانی ڈال دیجیے، ان شاء اللہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ حسنِ خاتمہ کا فیصلہ ایئرپورٹ پر، ریلوے اسٹیشن پر، بس اسٹینڈ پر ہو رہا ہے لہٰذا جہاں بھی نظر بچاؤ گے حلاوتِ ایمانی ملے گی اور ساتھ ساتھ ایمان پر خاتمہ بھی نصیب ہوگا لہٰذا آخری شرط ہے **اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّةَ فِی الۡاِنۡتِهَاءِ عَنۡ مَّنَاهِیۡنَا** جو اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔

ولایت کی بنیاد کا اہم میٹیریل تقویٰ ہے

بعض لوگ تہجد بہت پڑھتے ہیں، اشراق بہت پڑھتے ہیں، ہر سال حج عمرہ کرتے ہیں اور ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رکھتے ہیں، مسجد میں تو بایزید بسطامی بنے رہتے ہیں لیکن سڑک اور مارکیٹ میں ان کو دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے، بدنظری کے مریض ہیں، زبان سے غیبت کر رہے ہیں، ماں باپ سے لڑائی کر رہے ہیں اور کانوں سے گانا سن رہے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی بنیاد نفل پر نہیں رکھی، وظیفوں پر نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی بنیاد، اپنی دوستی کی بنیاد گناہ چھوڑنے پر رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

یَا اَبَا هُرَیۡرَةَ اِتَّقِ الۡمَحَارِمَ تَکُنۡ اَعۡبَدَ النَّاسِ[۴۰]

اے ابوہریرہ! حرام کام یعنی گناہ سے بچ جاؤ دنیا میں سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے۔ آج لوگ نفلوں پر نفلیں پڑھ رہے ہیں، تسبیحات پر تسبیحات ہو رہی ہیں لیکن جب نظر کی حفاظت کا موقع آتا ہے تو وہاں تسبیح در جیب نظر بر حسین۔ یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں کہ نظر کی حفاظت کرو

---

۳۹ مرقاة المفاتیح: ۱/۴۷، کتاب الایمان، المکتبة الامدادیة، ملتان
۴۰ جامع الترمذی: ۴/۵۵۱، باب من اتقی المحارم فهو اعبد الناس، مطبوعة مصر

تو یہ عمل محض مستحب نہیں ہے، محض مکروہ نہیں ہے، بد نظری سے بچنا یہ فرض ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو عورتوں کو، کسی کی ماں بہن بیٹی کو دیکھتا ہے وہ آنکھوں کا زِنا کرتا ہے:

زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ[۴۱]

حج عمرہ کرکے آئے، ہوائی جہاز پر بیٹھے، سامنے حسین ایئر ہوسٹس آئی کہ حاجی صاحب! کیا چاہیے آپ کو؟ تو کہتے ہیں کہ آپا ذرا پاپالے آیئے گا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کررہے ہیں، یہاں نظر کی حفاظت کرو ورنہ حج عمرہ کا سارانور ختم ہوجائے گا۔ میں نے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا کی اُن چاروں تفسیروں کو جن کی آپ نے فرمایش کی تھی دوبارہ بیان کردیا، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ اب دعا کرلیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت کے صدقے میں، اس دارالعلوم کے صدقے میں، طلبائے کرام کے صدقے میں، علمائے کرام کے صدقے میں، اساتذۂ کرام کے صدقے میں اور اختر مسافر ہے اور حدیث میں ہے کہ مسافر کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا تو اے خدا! اپنی رحمت سے ہم سب کو ایسا ایمان، ایسا یقین عطا فرمادے، اپنی ایسی محبت عطا فرمادے کہ ہماری جان، ہمارا ہر لمحۂ حیات، ہر سانس آپ پر فدا ہو یعنی ہم وہ کام کریں جس سے آپ خوش ہوجائیں اور اے خدا! ایک سانس بھی، ایک لمحہ بھی ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے آپ ناراض ہوں، ہمیں اپنے دوستوں کی زندگی عطا فرما، اپنے نافرمانوں کی، غافلوں کی، سرکشوں کی زندگی سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبتِ اولیائے صدیقین عطا فرمادے، جن کو نسبت حاصل نہیں اے اللہ! ان کو صاحبِ نسبت کردے اور جن کو نسبت ہے، تعلق ہے مگر کمزور ہے اے اللہ! ان کی نسبت کو قوی کردے اور جن کو قوی نسبت ہے، خدا سے بہت تعلق ہے اس کو قوی سے بڑھا کر اقویٰ کردے یہاں تک کہ ہم سب کو اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچادے۔

اے اللہ! ہمارے ماں باپ کو بخش دے، ہمارے خاندان اور خونی رشتوں کو معاف کردے اور ہمارے بیماروں کو شفا دے دے۔ اے اللہ! جسمانی روحانی سب بیماروں کو شفا دے دے، جس کو جو حاجت ہو اس کی حاجت روائی فرمادے، جس کی بیٹی کا رشتہ نہ آرہا ہو اس

---

[۴۱] صحیح البخاری: ۲/۹۲۲،۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظہریۃ

کو رشتہ دے دے، جس کی بیوی مظلوم ہو شوہر ظلم کرتا ہو اس کے شوہر کو مہربان کر دے، جو ظالم عورت شوہر کو ستا رہی ہو اس کو بھی مہربان کر دے۔

یا اللہ! سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ آپ ہم سب سے راضی اور خوش ہو جائیں، اللہ کی رضا جنت سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ [۴۲]

اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں تو آپ نے اللہ کی رضا کو جنت سے پہلے مانگا لہٰذا اللہ کی رضا جنت سے زیادہ اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہو جائے، ہم سب سے خوش ہو جائے اور ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے اور ہم سب کو استقامت کی دولت عطا فرمادے اور جس کو جو پریشانی ہو اس کی پریشانی کو، دُکھ کو، غم کو خوشیوں سے تبدیل فرمادے، عافیتوں سے تبدیل فرمادے۔ جس کی روزی تنگ ہو اس کی روزی بڑھادے، جو مقروض ہو اس کا قرضہ ادا فرمادے لیکن ایک دعا پھر کرتا ہوں کہ اے خدا! جو آپ کی راہ میں مجرم ہے گناہ نہیں چھوڑتا، اختر بھی اس میں اپنے کو شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے کہہ رہا ہے کہ اے خدا! ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ہو تجارت ہو، عبادت ہو، راستہ چلنا ہو ہمیں ایسا ایمان و یقین عطا فرمادے کہ ہماری زندگی ہر وقت آپ پر قربان رہے، ہم ہر وقت آپ کو خوش رکھیں اور ایک لحہ بھی آپ کو ناخوش نہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں دین پر استقامت دے دے، دنیا بھی دے اور آخرت بھی دے اور خاتمہ ایمان پر نصیب فرما، سلامتیٔ اعضا سلامتیٔ ایمان کے ساتھ حیات عطا فرما، سلامتیٔ اعضا سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دنیا سے اُٹھا اور فالج سے، لقوہ سے، کینسر سے، گردے بے کار ہونے سے، ایکسیڈنٹ سے سارے سیئی الاسقام سے، جتنی مصیبتیں ہیں سب سے ہماری حفاظت فرما۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے خدا! آپ کی قضا آپ کی محکوم ہے لہٰذا آپ سوئے قضا کو حسنِ قضا سے تبدیل فرمادیجیے، اگر آپ نے ہم میں سے کسی کا خاتمہ خراب لکھا ہو، اسے دوزخی لکھا ہو تو اے خدا! اس فیصلے کو کاٹ کر اپنی رحمت سے ایمان پر ہمارا خاتمہ مقدر کر دے،

[۴۲] المسند للامام الشافعی: ۱۲۳

جنت ہماری قسمت میں لکھ دے، میدانِ محشر میں بے حساب مغفرت مقدر فرما دے اور ہم سب کو جنت میں اس طرح اکٹھا فرما جیسے آج محمد پور کے اس دارالعلوم میں اتنے بڑے مجمع میں جمع فرمایا ہے۔ اے خدا! کسی کو محروم نہ فرما، ہم سب کو جنت میں اپنی رحمت سے اکٹھا فرما اور ہم جو نہیں مانگ سکے بے مانگے سب کچھ عطا فرما دے کیوں کہ ابا اپنے بچوں کو بہت سی نعمتیں بے مانگے بھی دے دیتا ہے، بچے نہیں مانگتے ابا خود ہی ان کو دے دیتا ہے، اے خدا! آپ ہمارے ربا ہیں، آپ ارحم الراحمین ہیں، ماں باپ کی محبت آپ کی ادنیٰ بھیک ہے بس اے خدا! ہم سب کو جذب فرما لے اور کسی ایک کو بھی محروم نہ فرما، آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁❁

دیدۂ اشکبار یدہ

لذتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدہ اشکباریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختر

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سُنت کے راستے

اللہ تعالیٰ نے ماحول اور صحبت میں عجیب اثر رکھا ہے۔ انسان جس ماحول میں رہتا ہے اسی میں ڈھل جاتا ہے۔ خراب ماحول اور برے دوستوں کی صحبت انسان کو جرائم پیشہ بنا دیتی ہے جب کہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنے والا نیک اور اللہ والا بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات کے عظیم ترین انسان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ بے بدل میں رہنے والے صحابہ اس مقام پر پہنچے کہ ساری امت مل کر بھی کسی ایک صحابی کے رتبے تک نہیں پہنچ سکتی۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''عظمت صحابہ'' میں قرآن وحدیث کی روشنی سے صحبت کی اسی تاثیر کو بیان فرمایا ہے جو انسان کو اچھا یا برا بنانے کا باعث ہوتی ہے۔ حضرت اقدس فرماتے تھے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے، اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا نہ کوئی صحابی بن سکتا ہے لیکن ولایت کا دروازہ ہر انسان کے لیے کھلا ہوا ہے، آج بھی بڑے سے بڑا ولی بنا جاسکتا ہے لیکن شرط وہی ہے جو صحابہ نے اختیار کی یعنی کسی اللہ والے کی نیک صحبت۔

www.khanqah.org